OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

ترجمۂ میر درؔد در "تذکرہ شعرائے اردو" از خیراتی لعل بے جگرؔ"

"Poetic Collection of *Mīr Dard* in 'Memorandum of Urdu Poets' by *Khairātī lāl Bē Jigar*"

Dr. Zahira Nisar

Assistant Professor, Department of Urdu, Encyclopedia of Islam, Allamah Iqbal Campus, Punjab University, Lahore

Abstract

Mīr Dard was a famous Sufi poet of Urdu Literature in eighteenth Century Although his poetry stands in a shorter single Urdu Dewān but enough for his reliable repute in Urdu poetic history. His valuable poetry not only Attracts so many historians, authors and a lot of readers but they also quoted it a lot- Thats why khairati Lāl Bē Jigar also amused by his poetry and gave him a special place in his "Memorandum of Urdu Poets". The importance of this memorandum is that the compiler has represented rare and collective information about Urdu Poets which other history books did not have. Moreover, this poetic collection has rare autobiographical information about rare poets that why is very helpful for researchers. In the case of Mīr Dard, he placed about eleven pages for his biography and selected poetry- Major part of this memorandum is still unpublished. This article is an effort to produce, compare and edit rare information about Mīr Dard for researchers and scholars.

Keywords: Poetic Collections, *Mīr Dard*, Memorandum, *Khairātī lāl Bē Jigar*"

تمہید

خواجہ میر درؔد اردو شاعری میں اپنے متصوفانہ کلام کے سبب زندہ و جاوید ہیں۔ اُن کے متصوفانہ موضوعات میں معرفتِ الٰہی، عظمتِ انسانی، توحیدِ الٰہی، زہد، بے ثباتیِ دنیا، توکل و فقر اور جبر و اختیار وغیرہ سرِ فہرست ہیں۔ جب کہ عاشقانہ و رندانہ، مسائلِ حیات و ممات جیسے موضوعات پر خامہ فرسائی کرتے ہوئے بھی وہ متصوفانہ فکر سے دامن نہیں چھڑا پائے۔ یہی وجہ ہے کہ اُن

CC BY

کے ہاں رندی و سرمستی میں حجابِ زہد یا جھلکِ زہد دکھائی دیتی ہے۔ اردو ادب کے بیش تر تذکرہ نویسوں نے دردؔ کے فکر و فن کو خراجِ تحسین پیش کیا ہے۔ اردو کے کم و بیش ہر تذکرے میں تراجمِ درد موجود ہیں۔

"نکات الشعراء" (۱۱۶۵ھ) از میرؔ، "مخزنِ نکات" (۱۱۶۸ھ) از قائمؔ چاند پوری، "چمنستانِ شعراء" (۱۱۷۵ھ) از لچھمی نرائن شفیق اورنگ آبادی، "تذکرۂ ریختہ گویاں" (۱۱۸۰ھ) از علی حسینی گردیزی، "تذکرۂ طبقات الشعراء" (۱۱۸۹ھ) از قدرت اللہ شوق، "تذکرۂ شعرائے اردو" (۱۱۸۸ھ / ۱۱۹۲ھ) از میر حسن، "تذکرۂ حسرت افزا" (۱۱۹۳ھ / ۱۱۹۵ھ) از امیر الدین، "گلشنِ سخن" (۱۱۹۴ھ) از مبتلاؔ، "گلزارِ ابراہیم" (۱۱۶۵ھ) از خلیلؔ، "تذکرۂ ہندی" (۱۲۰۹ھ) از مصحفیؔ، "گلشنِ ہند" (۱۲۱۵ھ) از لطفؔ، "مجمع الانتخاب" (۱۲۱۸ھ) از شاہ محمد کمالؔ، "مجموعۂ نغز" (۱۲۲۱ھ) از قدرت اللہ قاسم، "گلشنِ بے خار (۱۸۳۷ء) از شیفتہؔ، "نتائج الافکار" (۱۲۵۸ھ) از محمد قدرت اللہ، "انتخابِ دواوین" (۱۲۶۰ھ) از صہبائی، "گلدستۂ نازنیناں" (۱۲۶۰ھ) از مولوی کریم الدین، "تذکرۂ بہارِ بے خزاں" (۱۲۶۱ھ) از سحرؔ، "طبقاتِ شعرائے ہند" (۱۲۶۳ھ) از مولوی کریم الدین، "تذکرۂ خوش معرکۂ زیبا" (۱۲۶۳ھ) از ناصرؔ، "گلستانِ بے خزاں" (۱۲۶۵ھ) از باطنؔ، "یادگارِ شعراء" (۱۸۵۰ء) از اسپرنگر، "تذکرۂ ریاض الفردوس" (۱۲۷۶ھ) از محمد حسین خان، "تذکرہ سراپا سخن" (۱۲۷۷ھ) از مولوی سید محسن علی "گلِ رعنا" (۱۳۴۰ھ) از رائے لچھمی نرائن شفیق اورنگ آبادی، "خمخانۂ جاوید" (۱۹۰۸ء / ۱۹۱۷ء) از لالہ سری رام وغیرہ جیسے متعدد تذکروں میں تراجمِ درد کی موجودگی اس بات کا بین ثبوت ہے کہ دردؔ نے اردو شاعری میں نیا پن، جدت و تنوع پیدا کیا ہے۔ انھوں نے اپنے دور میں تصوف کو اردو غزل میں نئے آہنگ سے سمویا جس سے غزل کی ہیئت، محبوبِ مجازی سے محبوبِ حقیقی کی جانب مڑ گئی۔ ناقدین ادب نے درد کی اسی خاصیت کو نمایاں کیا ہے۔ بیش تر تذکرہ نویسوں نے اُن کی شاعری کو تصوف کا شاخسانہ قرار دیا ہے۔

تصوف کا شاخسانہ

..."دردؔ کے متعلق تذکرہ نویسوں کے وہ بیانات دیکھے جائیں جن میں اُن کی شاعری کو سرتاپا تصوف قرار دیا گیا ہے تو انھیں نامناسب اور غلط نہیں سمجھا جاسکتا۔ خانِ آرزوؔ، منیرؔ، قائمؔ، مصحفیؔ، میر حسنؔ، مبتلاؔ، حیرتؔ، شوق، رام پوریؔ، حسین قلی خاں عشقیؔ سب کے سب ہم زبان ہیں کہ "کلامش، تصوف است"[1]

> "ان کی شاعری تصوف کی تابع ہے۔ تصوف شاعری کا تابع نہیں ہے۔ اگر وہ شاعرانہ بھی ہوتے تو بھی صوفی ہوتے۔ وہ بادۂ معرفت میں ایسے غرق تھے کہ انھیں دنیا و مافیہا کی خبر نہ رہی۔ جذبۂ عشق و محبت او رجذب و سرشاری کی کیفیت ان پر ایسی طاری ہوئی کہ ان کے کلام میں جو والہانہ پن، بے ساختگی و گدا ختگی اور سوز و گداز پایا جاتا ہے وہ آپ اپنی مثال ہے۔"[2]

دردؔ تصوف میں سلسلۂ نقش بندیہ سے بیعت تھے۔ مرید و مرشد کے تعلق، حقیقی و مجازی محبوب سے ہم کلامی کے عناصر کا ورود دردؔ کی شاعری میں رسماً یا سطحی نہیں آیا، یہ عمل قصداً یا ارادتاً انجام دیا گیا ہے۔ قدیر احمد اس ضمن میں لکھتے ہیں:

> "نقش بندیہ سلسلے کی تین منزلوں میں سے آخری منزل یہ بتائی گئی ہے کہ مرید مرشد کی محبت کے سوائے ہر چیز سے ذہن خالی کرلے، حضور میں اس کے چہرے کی طرف نگاہ جمائے رکھے اور غیب میں ان ہی کیفیات کا تصور کرتا رہے۔ خواجہ میر دردؔ اپنی تصانیف میں مرشد کی جملہ عادات و اطوار، حرکات و

سکنات اور کیفیات کا اظہار فرماتے ہیں۔ آپ کی زندگی کا مقصد ہی اس کی محبت معلوم ہوتا ہے۔ بہ ظاہر آپ کے اشعار مجازی محبوب سے ہم کلام ہیں لیکن ان کی گفت گو اپنے مرشد سے ہی ہے۔"[3]

اس طرح کلام دردؔ کے فکری و فنی عناصر کے ضمن میں ڈاکٹر جمیل جالبی لکھتے ہیں:

"دردؔ کے ہاں احساس فکر کے تابع ہے جب کہ میرؔ کے ہاں فکر احساس کے تابع ہے، اسی سے ان دونوں شاعروں کی انفرادیتیں جنم لیتی ہیں۔ اردو شاعری میں یہی وہ فکری رجحان ہے جو غالبؔ اور اقبالؔ کے ہاں اُبھر کر ایک نئے دور سے ہم کنار ہوتا ہے۔ اگر دردؔ اور غالب کی شاعری کا ایک ساتھ مطالعہ کیا جائے تو ہمیں غالب کے ہاں وہی اندازِ فکر اور رویہّ ملے گا جو دردؔ کا تخلیقی رویہّ ہے۔ اسی لیے دردؔ اور غالبؔ کے لہجے، آہنگ، الفاظ اور امیجری میں بڑی مماثلت دکھائی دیتی ہے۔ خواجہ میر دردؔ اردو شاعری میں اسی فکری رجحان کے قافلہ سالار ہیں۔"[4]

خیراتی لعل بے جگرؔ کا "تذکرہ شعرائے اردو" بھی ترجمۂ درد سے آراستہ و پیراستہ ہے۔ یہ تذکرہ اس لحاظ سے وقیع و قابلِ قدر ہے کہ اس میں شامل بیش تر شعراء کے بارے میں مبسوط سوانحی معلومات اور شعری امثلا دی گئی ہیں۔ تاہم ناقص الاوّل، الاوسط والآخر ہونے، مزید برآں نسخۂ وحید ہونے کے سبب صاحبِ تذکرہ، سالِ تصنیف سے متعلق مصدقہ معلومات نہ ہونے کے برابر ہیں۔ نیز اس دور کی معاصر تحریروں میں بھی صاحبِ تذکرہ کا احوال مذکور نہیں ہے۔ البتہ دردؔ کا ترجمہ کلیتاً محفوظ ہے اور مضمون ہذا میں اسی ترجمے کو بحال کرنے کی سعی کی گئی ہے۔ دردؔ کے حوالے سے دیگر تذکروں میں پائے جانے والے تراجم سے چیدہ چیدہ نکات درج ذیل ہیں تاکہ یہ اندازہ لگایا جاسکے کہ بے جگرؔ نے کس تفصیل سے کوائف و کلامِ دردؔ کی جمع آوری سے اپنے تذکرے کو آراستہ کیا ہے:

"در معنی یابی فرد خواجہ (محمدؐ) میر دردؔ از شعرائے ممتازِ زمانہ است و در سخن گوئی یگانہ بے اغراق طبع بلندش رسا است و فکر دل پسندش"[5]

"مردے است فاضل و متوکل و درویشے است صاحب نسبت و کامل غواص دریائے شریعت و طریقت، موّاج بحرِ حقیقت و معرفت، بکمال فضل و بلاغت انسانی موصوف و بجمیع فواضل و عنایات ربانی معروف و در جمیع علومِ سخن وری و فنونِ ظاہری ماہر و بوئے فقر و صفائی باطنی از مذاق گفتارش ظاہر"[6]

"حافظ ربانی، واقف رموز یزدانی، موضع کشف و کرامات، مولّع شوق و حالات، سرخوش مے کدۂ خدا پرستی، مے کش مصطبۂ سیاہ بستی حقائق و معارف آگاہ، خواجہ میر متخلص بہ دردؔ... بہ سجادۂ طاعت بہ کمال فقر و قناعت می گذرانید و دیوانی مختصر در نہایت خوبی و متانت ترتیب دادہ... بر احوال فقیر شفقت ہائے بزرگانہ کُند..."[7]

..."کلام پُر درد اور شور انگیز ہے۔ میر تقی میرؔ نے ان کے حالات، 'نکات الشعراء' میں بڑے شد و مد سے لکھے ہیں۔ شاہ عبدالحلیم سلمہ حاکم تخلص نے تذکرۂ 'مردم دیدہ' میں میر دردؔ کے احوال میں جو کچھ، سراج الدین علی خان آرزوؔ نے 'مجمع النفاس' میں لکھا تھا۔ اس کو داخل کر دیا ہے۔ میں ان دونوں ترجموں کو ملا کر لکھتا ہوں۔"[8]

مذکورہ بالا تمام تذکرہ نویسوں سے ہٹ کر میر تقی میر نے اردو شاعری میں دردؔ کو جو خراجِ تحسین پیش کیا ہے، بے جگر نے بھی اُسی روش پر چلتے ہوئے اس شاعر یکتائے روزگار کے کلام کی دل کھول کر ستائش کی ہے جس سے دردؔ کی مضمون و معنی آفرینی کے نئے درواہوئے ہیں۔ نکات الشعراء سے اقتباس درج ذیل ہے:

"جوشِ بہارِ گلستانِ سخن، عندلیبِ خوش خوانِ چمن این فن، زبانِ گفتگویش گرہ کشائے زلفِ شام مدعا، مصرعِ نوشتہ اش بر صفحہ کاغذ از کاکل صبح خوش نما۔ طبعِ سخن پروازِ او سرو مائل چمنستان انداز است است، گاہے در کوچۂ باغ تلاش بطریق گل گشت قدم رنجہ می فرماید۔ در چمن شعرش لفظ رنگین چمن چمن۔ گل چینِ خیالِ او اگل معنیِ دامن دامن۔ شاعرِ زور آور ریختہ، در کمالِ علاقگی وارستہ، خلیق، متواضع، آشنائے داشت، شعر فارسی ہم می گوید اما، بیش تر رباعی، گرمی بازار وسعتِ مشرب اوست، غرض از آشنائی مطلب اوست۔"[9]

میر نے مرصع الفاظ میں جس سلیقہ مندی سے کلام دردؔ کی ترجمانی کی بعینہٖ بے جگرؔ نے بھی ترصیع و قافیہ پیمائی کا سہارالیا ہے فرق صرف یہ ہے کہ بے جگر کا انداز بے حد عاجزانہ، دست بستہ، شاعرِ بے نوا کا ہے اور وہ کلامِ درد کی ہر ہر صفت کو لفظوں کی لڑی میں پروتے چلے جاتے ہیں۔ "تذکرہ شعرائے اردو میں ترجمۂ درد درج ذیل ہے:[10]

[11]دردؔ، درد کش بادۂ معرفت خواجہ میر درد ہمہ تن منشاء استغنا شخصے است بیگانہ از خود و یگانہ باخدا۔ غزل المقولہ شہِ ملکِ حقیقت واقفِ رازِ خدادانے، گلِ باغِ تصوف، بلبل نشان عرفانے، دلیل راہ گم شدگان، چہ گم شدگان حق جوئے، قتیل کوئے مجبوبان چہ محبوبان یزدانے وخود ش خانۂ معنے دلش آئینۂ وحدت سرا وعشق را ماوا ولیکن عشق حقانے، بیگانش روچہ جنت چہ جنت جنتِ اعلیٰ، بہ حالش الفت خیابان چہ الفت الفت جانے۔ زفیضِ وصف ادائے بے جگر گوہر فشاں گشتم۔ بہ بین بینش زبانِ فن سرشک است ابر نیستانے۔ دردؔ را بادلش الفتے بود کہ بر تشنگے را با طبع او و سوز را بہ خاطرش محبتے کہ سر گشتگے را با وضع او بہ استماعِ کلام دردؔ افزائش درد، در دلِ سنگین دلاں پیدا وشنیدنِ سخن رقت آن حالش رفتے در خاطرِ افسردہ خاطراں ہویدا ہر صفحۂ دیوان درد بر حمایتش راچہ ہندی وچہ فارسی۔ اگر آئینہ صورت نمائے معنے خوانند بجا باید وہر نقطۂ بیت اوراکہ فی الحقیقت بیتِ حقیقت است اگر مردمکِ عین عاشقے دانید می نشاند۔ غرض کہ کلامش مردہ دلان اعجازِ مسیحادارد وبقیہ طبعان راحکیم صبا اکثر مُلّ طبیعت بہ تنظیمِ رباعیات داشت کہ ہر مصرع آن مانندِ مصرعِ آخر خوش تر می بود و مقدارے کہ تا بہ نظم رابہ شعرے آسمان رسانیدہ رتبۂ عرش نیز تاثیرے فلک رسیدہ۔ مگر پیش تر خواہش خاطر درد مظاہر بہ تصوف داشت چناں چہ رسائل مثل نالۂ درد و آہِ سرد بسا تصنیف ساختہ کہ ہر لفظ است بہ معنی آشناست وازان جا کہ سرخوشانِ شرابِ حقیقت و مجاز نغمۂ پر سوز و گداز رادوست دارند۔ بہ ایں طرف بہ ہم خیال می فرمود و خود ازین مقام خبرے داشت کہ نغمۂ داؤدی آوازش بہ پردۂ گوش سخت دلے خار آگینش بہ رسیدہ کہ موم بہ گردیدہ و لختے سراپا گدازش افسردہ خاطرے مردہ منش نہ شنیدہ کہ چون دلِ **عاشق**[12] شوریدہ۔ بہ تاریخ بیست سوم و بہ قولے نسیم ہر ماہ در کاشانۂ فیض بہ شانہ خود از شعرائے یگانہ روز گار د مشاقِ سحر کار بزم ہر دو دو مشاعرہ آراستے۔ بلک ہنوز بہ استدعائے بہ من از روح پر فیوحش در تاریخ مذکور ہمین آئین بدستور است۔ الحاصل آں خواجہ حق پرستان خلف الرشید مشائخ اکبر خواجہ محمد ناصر شاہ جہان آبادی عرف شاہ گلشن متخلص بہ عندلیبؔ کہ از احفاد و امجاد شیخ بہاء الدین نقش بندی است و کتاب

نالۂ عندلیب از تصنیفاتِ خود دارد بُود در سنہ یک ہزار و یک صد و سی و سہ شیشۂ جمالِ باکمالش کاشانۂ ولادت را برافروخت چناں چہ مؤرخے ہندو بیدار تخلص از شاگردان منقولش کہ بیش تر او را بہ خطاب بیدار دل می نواخت۔ تاریخ از حضرت میر عارف یزدانی

از حضرت میر عارف یزدانی

گہوارہ آفاق چو شد نورانی

بیدار نوید سالِ تاریخش گفت

"آمد بہ وجود **نقشبند** ثانی"[13]

[۱۱۳۳ھ]

و مصحفی کہ در ایامِ قیامِ دہلی بہ خدمتش نیازے داشت در تذکرۂ خود آوردہ کہ اوّل حال در عہدِ محمد شاہی پیشۂ سپاہے داشت آخر کہ ترکِ روز گار کردہ بر سجادۂ درویشے بہ نسبت قناعتے دارند کہ باوجود چندیں، تفرقہ از دہلی قدم بیرون نہ گذاشت۔ و تادمِ زیست بتاریخ دوم ہر ماہ نیز مزارِ پدرِ خود مجلسِ غنابقابونی ترتیب گردے کہ باسہ پاس سرائیدگانِ خوش آواز و نوازندہ ہائے دل نواز دارد۔ سوز و سازمی دادند و خود ہم بہ مقتضائے مہارتِ علمِ موسیقی اکثر مرجع استادانِ این فن می بود۔ نقلے است کہ روزے حضرت ظلِ سبحانے برائے زیارت آن مسکینِ توکل و یقین قدم توجہ می گذارند و عذر درد بہ میان در آوردہ اند کے پادراز می شوند او نیز ازین قاعدہ مختلف العمل بہ دل رنجیدہ۔ منقولہ "الناس علی دین ملوکھم" را کار می فرماید۔ آخر بتاریخ بیست چہارم مہ صفر روز جمعہ سنہ یک ہزار و یک صد و نود و نہ این جہانِ پُر درد دھواں را گذاشت۔ دلے بود کہ غمش جاں گزند و کسے نے کہ ازیں درد آہے نکشید۔ برادرش میر سید محمد مرحوم متخلص بہ اثرؔ بے کہ **در شجرہ**[14] الالف گذشت در تاریخِ انتقالش فرمودہ:

وصل باشد چون **وصالِ** اولیاء

وصل خواجہ میر درد **آمد ندا**

وقطعہ ہندی ہدایت اللہ خان میر حضرت دردؔ نے جس وقت کیا نقل مکاں

حضرتِ دردؔ نے جس وقت کیا نقل مکاں

ہو گیا دردِ جدائی سے جہاں پُر آشوب

گرچہ اس گریۂ غم سے تو تھا مجھ کو داغ

سال تاریخ کو جب غور کیا دل میں خوب

ہاتفِ غیب سے یک بارگی آئی یہ ندا

"حیف دنیا سے سدھارا وہ خدا کا محبوب"

[۱۱۳۳ھ]

[15]و راقم السطور چنین التالیف مجموعہ ہذا تاریخانش این قطعہ موزوں کردہ:

دردِ خوارِ جاں گذشت **آہ** چہ گویم کہ حشر

کشت بہ عالم عیاں بسکہ ہمہ نالہ کرد[16]

بود دل دوستاں در پے تاریخ آن

گفت سنش بے جگر "رفت زجاں میر دردؔ"

[۱۱۹۹ھ]

جسدِ مبارکش در شاہ جہاں آباد بیرون ترکمان دروازے بہ مقبرہ آبائے او کہ فی الحال بہ باغیچۂ میر دردؔ شہرت دارد مدفون گردید۔

این چند اشعارِ عاشقانہ درد انگیز از انتخابِ دیوان آن میر دردؔ مندان است:

[ترجمہ: معرفت کی شراب سے درد کشید کرنے والے خواجہ میر درد کی تمام تر شعری اساس بے نیازی و توکل ہے۔ اپنی ذات سے بے پرواہ اس شخص نے خدا کی وحدانیت کا دم بھرا۔ اُن کی کہی ہوئی غزل ملکِ حقیت کی ترجمانی میں صاحبِ تخت و تاج ہے [اُن کی غزل کے چنیدہ خواص درجِ ذیل ہیں: ذاتِ باری تعالیٰ کا ادراک، تصوف کے باغ میں گلاب، بلبلِ آگہی کی علامت، راہ بھٹک جانے والوں کے لیے دلیلِ راہ خواہ وہ راہِ حق سے بھٹکنے والے ہی کیوں نہ ہوں، معشوق کی گلی کے لیے ندیِ مقتول خواہ معشوقانِ خدا ہی کیوں نہ ہوں اور حقیقت کے گھر اپنے دل میں توحید آشکار اور عشق کا مسکن تاہم عشقِ حقیقی سے بے نیازی، چہرہ ایسی جنت جیسے بلند مرتبہ بہشت، اس کیفیت وِجد میں باغات سے ایسی محبت کہ محبوب سے محبت اس کے آگے کیا ہو گی۔ اس غزل ہی کے فیض سے اس بے جگر نے تعریف و توصیف کے قیمتی موتی بکھیرے ہیں تو دیکھے گا کہ اس پر اہلِ فن ابرِ نیساں کی طرح [خوشی کے] آنسو بہائیں گے۔

دیوانِ دردؔ خواہ وہ بہ زبانِ اردو ہو یا فارسی، کے ہر صفحے سے آشکار ہے کہ دردؔ کے دل میں محبت کی طبعی پیاس تھی اور محبت کے لیے ان کی روش دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ اُن کا کلام پتھر دل اصحاب کے دلوں کو نرم کرتا اور غمگین لوگوں پر رقّت طاری کر دیتا ہے۔ اُن کی شاعری کی اصلیت پر نگاہ دوڑائیں تو یہ کہنا بجا ہے کہ اُن کا ہر مصرعہ حقیقت کا ترجمان ہے۔ نگاہِ عاشق رکھنے والے اسے پہچان جاتے ہیں۔

الغرض اُن کا کلام مردہ دلوں کے لیے اعجازِ مسیحا کی سی تاثیر رکھتا ہے اور رباعیات کی ترتیب میں وہ معطر و آسودہ طبع گل دستے ایسے آراستہ کرتے ہیں کہ اُن کی رباعیوں کا ہر مصرع آخری مصرعے کی طرح دل کو لبھانے والا ہوتا ہے۔ اُن کی نظم آسمانِ شعر تک جا کر فلکی تاثیر کی حدود چھو لیتی ہے۔ تاہم دردؔ کی اولین ترجیح مضامینِ تصوف کا بیان ہے۔ چناں چہ انھوں نے "نالۂ درد" اور "آہِ سرد" جیسے رسائلِ تصوف بھی لکھے جن کا لفظ لفظ حقیقت پر مبنی ہے۔ حقیقت و مجاز کے سرمست ان رسائل میں سوز و گداز یک جا ملیں گے۔ ایک جانب وہ ہم خیالِ حقیقت ہو کر خود اسی مقام سے نغمۂ داؤدی کی صورت میں جو آواز مصرعوں کے کانٹوں کی صورت میں بکھیرتے ہیں، وہ سخت دل اصحاب میں پیوست ہو کر انھیں موم کر دیتی ہے تاہم غمگین دل ٹکڑوں کی فریاد، مردہ دل اصحاب کی سماعت پر اُسی طرح بے اثر رہتی ہے جیسے دیوانہ عاشق کسی کی نصیحت پر کان نہیں دھرتا۔

بہ قول نسیم ہر ماہ کی ۲۳ تاریخ کو وہ اپنے دولت کدے پر نام ور شعرائے کرام کو مدعو کر کے محافلِ مشاعرہ منعقد کرواتے۔ بلکہ ابھی بھی میری دلی آرزو یہی ہے کہ مذکورہ تاریخ والی روش کو پھر سے دوام حاصل ہو جائے۔ قصہ مختصر حق پرستوں کا یہ خواجہ مشائخِ اکبر محمد ناصر شاہ جہاں آبادی عرف شاہ گلشن تخلص عندلیبؔ کا جانشین ہے۔ اُن کے آباؤ و اجداد میں شیخ بہاء الدین نقش بندی روحانی بزرگ گزرے ہیں۔ "نالۂ عندلیب" اُن کی تخلیقات میں شامل ہے۔ ۱۱۳۳ھ میں حسن و خوبی کے اس آئینے نے آشیانۂ دنیا کو اپنی کرنوں سے منور کیا۔ چناں چہ اُن کے تلامذہ میں سے ایک ہندو مؤرخ تلخص بیدارؔ ہے کہ زیادہ تر اصحاب انھیں دلِ بیدار پکارتے تھے۔ انھوں نے بڑی مہارت سے یہ نیک تاریخِ [پیدائش] نکالی ہے۔ قطعہ

از حضرت میر عارف یزدانی
گہوارہ آفاق چو شد نورانی
بیدار نوید سالِ تاریخش گفت
"آمد بہ وجود نقشبندِ ثانی"

[۱۱۳۳ھ]

اور مصحفی نے اپنے قیام دہلی کے دوران میں دردؔ کے ہاں شرفِ نیازی مندی حاصل کیا۔ وہ اپنے تذکرے میں لکھتے ہیں کہ انھوں نے محمد شاہی دور میں پہلے پیشۂ سپہ گری اختیار کیا بالآخر یہ پیشہ ترک کر کے سجادۂ درویشی پر توکل کیا۔ یہاں تک کہ افراتفری کے پھیل جانے کے باوجود دہلی سے قدم باہر نہ رکھا اور ہر ماہ کی دوسری تاریخ کو اپنے والد کے مزار پر قابونی [آلۂ موسیقی، مشہور باجہ] کے ساتھ مجلسِ سرود منعقد کرواتے۔ ترجیحاً علم موسیقی کے ماہر استاد یعنی خوش گلو مغنی اور تسکینِ دل کا سامان پیدا کرنے والے سازندے یہاں مجتمع ہوتے۔

نقل ہے کہ ایک روز بادشاہِ وقت اس شاعر درویش صفت کے پاس حصولِ توجہ کے لیے تشریف لائے اور پاؤں دراز کرنے کے لیے درد کا سبب درمیان لے آئے اور چوں کہ یہ طرز یہاں قابلِ عمل نہیں تھا اس لیے پریشانیٔ دل کا سبب بنا۔ مشہور کہاوت ہے کہ رعایا (عوام) بادشاہوں کے دین پر ہوتی ہے۔ آخر آپ ۲۴ صفر ۱۱۹۹ھ بروز جمعہ، مصائب سے معمور اس دنیا سے رخصت ہوگئے۔ دل تھے کہ اُن کے غم سے گھائل تھے لیکن کسی نے اس درد سے آہ نہ بھری۔ اُن کے بھائی میر سید محمد مرحوم تخلص اثرؔ نے جن کا ذکر شجرہ الف میں گزرا ہے، اُن کی تاریخِ وفات کہی ہے:

وصل باشد چون وصالِ اولیاء
وصل خواجہ میر دردؔ آمد ندا

اور ان کے شاگرد ہدایت اللہ خاں میر [ہدایتؔ] نے اُن کے سالِ وفات پر اردو زبان میں قطعہ کہا ہے:

حضرتِ درد نے جس وقت کیا نقل مکاں
ہو گیا دردِ جدائی سے جہاں پُر آشوب
گرچہ اس گریۂ غم سے تو تھا مجھ کو داغ
سالِ تاریخ کو جب کیا دل میں خوب
ہاتفِ غیب سے یک بارگی آئی یہ ندا
"حیف دنیا سے سدھارا وہ خدا کا محبوب"

[۱۱۹۹ھ]

اور اس مجموعے کے مؤلف [بے جگرؔ] نے درج ذیل قطعہ میں دردؔ کی تاریخ وفات کہی ہے:

در خوارِ جاں **گذشت آہ چہ** گویم کہ حشر
کشت بہ عالم عیاں بسکہ ہمہ نالہ کرد
بود دلِ دوستاں درپے تاریخ آن

گفت سنش بے جگر "**رفت زجاں میر درد**"

[۱۱۹۹ھ]

اُن کا جسدِ مبارک شاہ جہاں آباد [دہلی] میں ترکمان دروازے کے باہر ان کے آبائی مقبرے، موجودہ مشہور بہ باغیچہ، میر دردؔ، میں آرمیدہ ہے۔ دردمندوں کے لیے اُن کے دیوان سے یہ پُر درد عشقیہ اشعار بہ طور انتخاب پیش خدمت ہیں:

جان پے کھیلا ہوں میں، میرا جگر دیکھنا
جی نہ رہے یار ہے، مجھ کو اُدھر دیکھنا[17]

ذکرِ وفا کیجیے اُس سے جو واقف نہ ہو
کہتے ہو کس سے یہ تم ٹک تو ادھر دیکھنا[18]

سو بھی، نہ تو کوئی دم دیکھ سکا اے فلک
اور تو یہاں کچھ نہ تھا ایک مگر دیکھنا[19]

ولہ

اکسیر پر مہوّس اتنا نہ ناز کرنا
بہتر ہے کیمیا سے دل کا گداز کرنا[20]

اے آنسوؤ نہ آوے کچھ دل کی بات منہ پر
لڑکے ہو تم کہیں مت افشائے راز کرنا

ہم جانتے نہیں ہیں اے درد کیا ہے کعبہ
جیدھر ملے وہ ابرو اُودھر نماز کرنا

ولہ

عاشقِ بیدل ترا یہاں تک تو جی سے سیر تھا
زندگی کا اس کو جو دمِ شمشیر تھا[21]

ولہ

کی تو تھی تاثیر آہِ آتشیں نے اس کو پر
جب تلک پہنچے ہی پہنچے راکھ کا وہاں ڈھیر تھا[22]

ولہ

جان سے ہو گیا بدن خالی
جس طرف تو نے آنکھ بھر دیکھا[23]

ان لبوں نے نہ کی مسیحائی
ہم نے سو سو طرح سے مر دیکھا

ولہ

دشمنی میں سنا نہ ہووے گا
جو ہمیں دوستی نے دکھلایا[24]
ہم نہ کہتے تھے منہ نہ چڑھ اُس کے
درد کچھ عشق کا مزا پایا

ولہ

موردِ قہر تو یہاں ہم ہیں
اور کس پر یہ کرم کیجیے گا[25]
سخت بے باک ہے یہ خامۂ شوق
اپنے ہاتھوں کو قلم کیجیے گا

ولہ

ہم نے کس رات نالہ سر نہ کیا
پر اُسے آہ کچھ اثر نہ کیا[26]
آپ سے ہم گزر گئے کب کے
کیا ہے ظاہر میں گو سفر نہ کیا

ولہ

ہم کب کے چل بسے تھے پے اے مژدۂ وصال
کچھ آج ہوتے ہوتے سرانجام رہ گیا[27]
مدت سے وہ تپاک تو موقوف ہو گئے
اب گاہ گاہ بوسہ بہ پیغام رہ گیا

ولہ

قتلِ عاشق کسی معشوق سے کچھ دور نہ تھا
پر ترے عہد سے آگے تو یہ دستور نہ تھا[28]
ذکر میرا ہی وہ کرتا تھا صریحاً لیکن
میں نے پوچھا تو کہا خیر، یہ مذکور نہ تھا[29]

ولہ

اس نے قصداً بھی میرے نالے کو
نہ سنا ہو گا گر سنا ہو گا[30]
یک بیک نام لے اُٹھا میرا

جی میں کیا اُس کے آ گیا ہو گا
حال مجھ غم زدے کا جس تس نے
جب سنا ہو گا رو دیا ہو گا[31]
قتل سے میرے وہ جو باز رہا
کسی بدخواہ نے کہا ہو گا
دل بھی اے درد قطرۂ خوں تھا
آنسوؤں میں کہیں **گرا** ہو گا[32]

ولہ

دل کس کی چشمِ مست کا سرشار ہو گیا
کس کی نظر لگی **کہ** یہ بیمار ہو گیا[33]
بیٹھا تھا آ کے خضر مرے پاس ایک دم
گھبرا کے اپنی زیست سے بیزار ہو گیا[34]
اے درد ہم سے یار ہے اب تو سلوک میں
خط زخمِ دل کو مرہمِ زنگار ہو گیا

ولہ

انداز **وہی** سمجھے مرے دل کی آہ کا
زخمی جو **کوئی ہوا** ہو کسی کی نگاہ کا[35]
دل اُس مژہ سے رکھیو نہ تو چشمِ **دوستی**
اے **ہجر** بُرا ہے یہ فرقہ سپاہ کا[36]

ولہ

شب گذری اور آفتاب **نکلا**
تو گھر سے بھلا شتاب **نکلا**
ایدھر کو جو مسکرا کے دیکھا
کچھ تو جی سے حجاب **نکلا**

ولہ

گل و گلزار خوش نہیں آتا
باغ بے یار خوش نہیں آتا
اے جنوں جیب میں ترے ہاتھوں

ایک بھی تار خوش نہیں آتا
کیا جفا کے سوا تجھے کچھ اور
اے ستم گار خوش نہیں آتا
درد ہم کو یہ رات دن تیرا
نالۂ زار خوش نہیں آتا

ولہ

سینہ و دل حسرتوں سے چھا گیا
بس ہجومِ یاس جی گھبرا گیا
تجھ سے کچھ دیکھا نہ ہم نے جز جفا
پر وہ کیا کچھ ہے کہ جی کو بھا گیا[37]

ولہ

کھل نہیں سکتی ہیں **اب آنکھیں مری**
جی میں یہ کس کا تصور آ گیا[38]

ولہ

تو ہی نہ اگر ملا کرے گا
عاشق پھر جی کے کیا کرے گا
اپنی آنکھوں اُسے میں دیکھوں
ایسا بھی کبھو خدا کرے گا

ولہ

کچھ کشش نے تری اثر نہ کیا
تجھ کو اے انتظار دیکھ لیا

ولہ

زلفوں میں کسی کی جو گرفتار نہ ہوتا
کچھ کام مجھے تجھ سے شبِ تار نہ ہوتا[39]
مرنا ہی لکھا ہے مری قسمت میں **عزیزو**
گر زندگی ہوتی تو یہ آزار نہ ہوتا[40]

ولہ

حال یہ **کچھ** ہے مرے دل کی توانائی کا
کہ یہ طاقت نہیں لوں نام شکیبائی کا[41]

ولہ

کسو سے کیا بیان کیجیے **اب** اپنے حالِ ابتر **کا**
دل اُس کے ہاتھ دے بیٹھے جسے جانا نہ پہچانا[42]

ولہ

ظالم یہ صیدِ دِل سرِ فتراک سے ترے
اُس وقت سے بندھا ہے کہ تُو نے سوار تھا
مدت کے بعد خط سے یہ ظاہر ہوا کہ عشق
تیری طرف سے حُسن کے دل میں غبار تھا

ولہ

ایک تو ہوں شکستہ دل، تس پے یہ جور یہ جفا
سختیِ عشق واہ وا، جی نہ ہوا ستم ہوا

ولہ

مرا غنچۂ دل ہے وہ دل گرفتہ
کہ جس کو **کسی** نے کبھو وا نہ دیکھا[43]
اذیت، مصیبت، ملامت، بلائیں
ترے عشق میں ہم نے کیا کیا نہ دیکھا

ولہ

کیا مجھ کو داغوں نے سروِ چراغاں
کبھی تو نے آکر تماشا نہ دیکھا[44]
مذکور جانے بھی دو ہم دل تپید گاں کا
احوال کچھ نہ پوچھو آفت رسید گاں کا[45]

ولہ

گلا کرتا نہیں **کچھ میں** تری نامہربانی کا
مجھے شکوہ ہے اے ظالم اس اپنی سخت جانی کا[46]

ولہ

درس تھا مکتب میں ہم کو آہ کا
یہ سبق تھا پہلی بسم اللہ کا

ولہ

محبت نے ہم کو ثمر جو دیا

سو یہ ہے کہ سب کام سے کھو دیا[47]

ولہ

جان کو آنے دے لب تک، نزع میں کب تک رہوں
دشمنی مجھ سے نہ کر، اے ناتوانی! اس قدر

ولہ

کیا ہوا مر گئے آرام ہے دشوار ہنوز
جی میں تڑپے ہے پڑی حسرتِ دیدار ہنوز[48]
یار جاتا تو رہا نظروں سے کب کا لیکن
دل میں پھرتی ہے مرے درّدوہ رفتار ہنوز[49]

ولہ

نہ کیا تو نے ایک بار افسوس
حال پر میرے صد ہزار افسوس
جو کہ ہونا تھا دل پہ ہو گزرا
نہ کر اے درد بار بار افسوس[50]

ولہ

حیراں آئینہ وار ہیں ہم
یارب کس سے دوچار ہیں ہم[51]
مجنوں ہو خواہ کوہ کن ہو
عاشق کے دوست دار ہیں ہم[52]

ولہ

اب کے ترے در سے گر گئے ہم
پھر یہ ہی سمجھ کہ مر گئے ہم
جوں نورِ نظر ترا تصور
تھا پیشِ نظر جدھر گئے ہم[53]

ولہ

گلیم بختِ سیہ سایہ دار رکھتے ہیں
یہی بساط میں ہم خاکسار رکھتے ہیں[54]
اگرچہ دخترِ رز کے ہے محتسب درپے

جو ہو سو ہو پے اُسے اب تو یار رکھتے ہیں
نہ برق ہیں نہ شرر ہم، نہ شعلہ نے سیماب
وہ کچھ ہیں **جو** کہ سدا اضطرار رکھتے ہیں[55]

ولہ

مژگانِ تر ہوں یا رگِ تاکِ بریدہ ہوں
جو کچھ کہ ہوں سو ہوں غرض آفت رسیدہ ہوں
ہر شام مثلِ شام ہوں میں تیرہ روزگار
ہر صبح مثلِ صبح گریباں دریدہ ہوں
یہ چاہے تو تپشِ دل کہ بعد مرگ
کنجِ مزار میں بھی نہ میں آرمیدہ ہوں[56]
اے دردؔ جا چکا ہے مرا کام ضبط سے
میں غم زدہ تو قطرۂ اشکِ چکیدہ ہوں[57]

ولہ

یہ زلفِ بتاں کا گرفتار میں ہوں
یہ بیمار چشموں کا بیمار میں ہوں
ادھر بات کہنا اودھر دیکھ لینا
سمجھتا ہوں سب ایک عیار میں ہوں
کسو پر **بلا** تیری تیوری **چڑھاوے**
تری **تیغ** ابرو کا **افگار** میں ہوں[58]
سبھی اپنے جینے سے اے دردؔ خوش ہیں
مگر ہوں تو یہ ایک بیزار میں ہوں[59]

ولہ

اُس نے کیا تھا یاد مجھے بھول کر کہیں
پاتا نہیں ہوں تب سے میں اپنی خبر کہیں[60]
پھرتے **تو ہو بنائے سج** اپنی **ادھر ادھر**
لگ جائے دیکھو نہ **کسو** کی نظر کہیں[61]

ولہ

کب دہن میں ترے سمائے سخن

نہیں تیرے دہن میں جائے سخن[62]

ولہ

ہر دم بتوں کی صورت رکھتا ہے دل نظر میں
ہوتی ہے بت پرستی اب تو خدا کے گھر میں

ولہ

مرے ہاتھوں کے ہاتھوں اے عزیزاں
گریباں چاک ہے چاکِ گریباں[63]

ولہ

نزع میں تو ہوں ولے تیر اگلہ کرتا نہیں
دل میں ہے وہ ہی وفا پر جی وفا کرتا نہیں
عشوہ و ناز و کرشمہ ہیں سبھی جاں بخش لیک
دؔرد مرتا ہے کوئی اُس کی دوا کرتا نہیں[64]

ولہ

مرتا نہیں ہوں کچھ میں اس سخت دل کے ہاتھوں
مرتا ہوں آپ اپنے کمبخت دل کے ہاتھوں[65]
نالاں نہیں ہے تنہا، اس راہ میں جرس تو
روتے گئے ہیں کتنے یک لخت دل کے ہاتھوں
اے دردؔ آہ بھر بھر آتا یہی ہے جی میں
پستا ہوں آپ اپنے کم بخت دل کے ہاتھوں

ولہ

جاتی تو ہے تُو زلف کے کوچے میں اے صبا
پر دیکھیو جو چھیڑے کسی بے دماغ کو[66]

ولہ

ویسا ہی اب تلک ہے وہ دامن تو اے صبا
کیدھر لیے پھرے ہے تو میرے غبار کو[67]

ولہ

اپنے بندے پے جو کچھ چاہو سو بیدار کرو
پر نہ آجائے کہیں جی میں کہ آزاد کرو[68]

ولہ

ہم گلشنِ دوراں میں اے خفتگیِ طالع
سر سبز تو ہیں لیکن جون سبزۂ خوابیدہ
اے شورِ قیامت، رہ ادھر ہی، میں کہتا ہوں
چونکے ہے ابھی **یہاں** سے کوئی دلِ شوریدہ [69]
مجھ پر بھی تو یہ عقدہ تو کھول صبا بارے
زلفوں نے کسے بھیجا یہ نامۂ پیچیدہ
بدخواہ سبھی عالم گو ہووے تو ہو لیکن
یارب نہ کسی کے ہوں دشمن یہ دل و دیدہ
کرتا ہے جگہ دل میں جوں ابروئے پیوستہ
اے دردؔ **تیرا تو** یہ ہر **مصرع** چسپیدہ [70]

ولہ

پہنچے گر اُس طرف کو تیری زلف کی شمیم
نافے ہی میں ہو نکہتِ مشکِ ختن گرہ
اپنی اگر گرفتہ دلی ذکر کیجیے
ہو سبحہ وار خاطر **اک** انجمن گرہ [71]

ولہ

آفتِ جان و دل تو **یہاں** وہ بتِ خود فروش ہے
پہلے ہی جس کے پیش کش صبر و قرار و ہوش ہے [72]

ولہ

آہ کہیں یہ ناتواں حال کرے سو کیا بیاں
منہ پہ ہے مہرِ خامشی دل میں بھرا خروش ہے [73]

ولہ

یارب یہ کیا خرام ہے جس نے اک آن میں
کتنے ہی مردے حشر سے آگے جِلا دیئے
سیلابِ اشکِ گرم نے اعضاء مرے تمام
اے دردؔ کچھ بہادیئے اور کچھ جلادیئے

ولہ

قسم ہے حضرتِ دل ہی کے آستانے کی

ہوس ہو جی میں جو دیر و حرم کے جانے کی[74]

دل ٹکڑے کیا ہے یہ **مرا** کس کے لبوں نے
جو لختِ جگر ہے سو عقیقِ یمنی ہے[75]

ولہ

آرام سے کبھو بھی نہ **ایک** بار سو گئے
ایسے ہمارے طالعِ بیدار سو گئے[76]
اٹھتی نہیں جو خانۂ زنجیر سے صدا
دیکھو تو کیا سبھی یہ گرفتار سو گئے

ولہ

یارو مرا شکوہ ہی بھلا کیجیے اُس سے
مذکور کسی طرح تو جا کیجیے اُس سے
جوں جوں وہ کھپے ہے تو یہی آتی ہے جی میں
پھر چھیڑے اور باتیں سنا کیجیے اُس سے

ولہ

بیزار اگر مجھ سے ہو، مختار ہو بہتر
دل جس سے ملے اپنا ملا کیجیے اُس سے
ہم کبھی نہ تھے دردؔ میاں چھوڑ یہ باتیں
پائی نہ سزا اور وفا کیجیے اُس سے[77]

ولہ

میں کہاں اور خیالِ بوسہ کہاں
منہ سے منہ یوں بھڑا دیا کس نے[78]

ولہ

اپنے نزدیک باغ میں تجھ بن
جو شجر ہے سو نخلِ ماتم ہے
نہ ملیں گے اگر کہے گا تو
تیری خاطر ہمیں مقدم ہے
دردؔ کا حال کچھ نہ پوچھو تم
وہی رونا ہے نت وہی غم ہے

قطعہ

دردؔ تیرے بھلے کو کہتا ہوں
یہ نصیحت سے مدعا ہے مجھے [79]
ورنہ ان بے مروتوں کے لیے
اور بھی ہو خراب، کیا ہے مجھے

ولہ

سر سبز تھا نیستاں میرے ہی اشکِ غم سے
تھے سیکڑوں ہی نالے، وابستہ ایک دم سے
ہر چند یہ تمنا، درخور نہیں ہمارے
نزدیک تُو جو آوے، کیا دور ہے کرم سے

ولہ

دردؔ اپنے حال سے تجھے آگاہ کیا کرے
جو سانس بھی نہ لے سکے سو آہ کیا کرے
دل دے چکا ہوں اُس بتِ کافر کے ہاتھ میں
حق میں ہمارے دیکھئے اللہ کیا کرے [80]

ولہ

دردؔ اب ہنستے ہیں رونے پر مرے سب خاص و عام
کیا ہوئے وہ نالے لگتے تھے جو دل میں تیر سے [81]

ولہ

کون ایسا آ رہا اِدھر کہ تم تو اس طرف
آنہ پھرتے تھے کبھو سو خود بخود آنے لگے [82]

ولہ

حال مرا نہ پوچھیے، میں جو کہوں، سو کیا کہوں
دل ہے سو ریش ریش ہے، سینہ سو داغ داغ ہے

ولہ

دردؔ مگر وہ گل بدن، تجھ کو نظر پڑا کہیں
آج تُو اس قدر بتا، کس لیے باغ باغ ہے [83]

ولہ

برابر کی ہے حسن و عشق کی تقدیر میں قسمت

تری زلفوں سے کیا کم ہے، مرے دل کی پریشانی

ولہ

ہمارے جامۂ تن میں نہیں کچھ اور بس باقی

گریباں میں ہے مثلِ صبح اِک تارِ نفس باقی[84]

ولہ

بتوں کی نہیں اس قدر مانتا ہے

یہ کافر میرا دل خدا جانتا ہے

خلاصۂ بحث

صوفی شاعر خواجہ میر دردؔ اردو شعری تاریخ میں ممتاز مقام رکھتے ہیں۔ اُن کا واحد مختصر دیوان اپنی جامعیت اور موضوعاتی و اسلوبیاتی تنوع کے سبب تاریخ ادب اردو میں آج بھی یادگار ہے۔ ان کی منفرد شعر گوئی نے جہاں انھیں تاریخ ادب میں نمایاں مقام عطا کیا وہیں بے جگرؔ بھی اُن کی پُر اثر شاعری کے حصار سے باہر نہ رہ سکے۔ بے جگرؔ کا یہ تذکرہ، شعرائے اردو کے انتخابِ اشعار اور سوانحی کوائف کے ضمن میں اپنی مثال آپ ہے۔ میر دردؔ سے قلبی موانست کے سبب بے جگرؔ نے ترجمۂ میر دردؔ میں جس عقیدت کا مظاہرہ کیا ہے، وہ اپنے اندر محققین و مدونین کے لیے تحقیقِ نو کے نئے زاویے سموئے ہوئے ہے۔ اس تحقیقی مقالے کے توسط سے میر دردؔ سے متعلقہ غیر اشاعت شدہ نادر معلومات پہلی بار تدوین و تقابل کے ذریعے نذرِ علماء و محققین کی گئی ہیں۔

References

1 Waheed Akhtar, *Khawaja Meer Dard: Tasawuf or Shaeri,* (Dehli: Anjman-e-Taraqi-e Urdu (Hind)1971AD), 345

2 Nisar Aazmi, ed. *Intakhab-e-Kalam-e- Meer Dard,* (Lakhnow: Uttarpardesh Urdu Academy, 1997AD), 13.

3 Qadeer Ahmed, *Khawaja Meer Dard or un ka Zikr-o-Fikr,* (Dehli: Markary Printers, 2004AD), 243-244

4 Dr Jameel Jalibi, Khawaja *Meer Dard,* Included in eds. Saqib Siddiqi, Anees Ahamed, *Khawaja Meer Dard,* (*Tehqiqi-o-Tanqeedi Mutalea*), (New Dehli: Ghalib Institute, 1993AD), 281-282

5 Ali Al-Hussain Gardezi, *Tazkira-e-Rekhta Goyan,* ed. Dr Akbar Haidri Kashmiri (Lakhnow: Uttarpardesh Urdu Academy, after 1980AD), 85

6 Qudrat-ul- Allah Shouq, *Tabaqat-e-Shoara-e-Urdu,*ed. Nisar Ahmed Farooqi (Lahore: Majlis-e-Taraqi-e-Adab, 1965AD), 171

7 Qayyam-ud- Din Qayam, *Makkzan-e-Nukat,*ed. Prof Dr Iqtida Ahsan, (Lahore: Majlis-e-Taraqi-e-Adab, 1966AD), 102

8 Lachmi Narayan Shafique Orang Aabadi, *Chamanistan-e-Shoara,* ed.& trans. Sayed Atta -ur -Rehman Shah Ataa Kakwi, (Patna: Azeem-us-Shan Book Depot Sultan Ganj, 1968AD), 37

9 Meer Taqi Meer, *Nikat-us-Shoara,* ed. Habib-ur- Rehman Sharwani, (Badayon: Nizami Press, N.D), 53

10 Khairati Lal Be jigar, *Tazkira-e- Shoara-e-Urdu,* Microfilm (Lahore: Main Library Punjab University), 72-77, for Detail Discussion of said memorandum, Dr. Zahira Nisar, Kalam-e-Insha-ul- Allah Khan Insha, dar *Tazkira-e-Shoara-e- Urdu by Khairati Lal Be Jigar ma Taruf,* included in Al-Ayyam (Jan-June 2019AD).

11 حوض میں علامت ِ حاشیہ لگا کر دائیں حاشیہ عمودی میں "شجرہ الدال المہملہ" لکھ کر قلم زد کیا ہے۔(مرتب)۔

---

12 حوض میں "عاشقاں" کا "شقاں" قلم زد کر کے "شق" لکھ کر لفظ "عاشق" بنایا ہے۔(مرتب)

13 حوض میں "نقش بندی" لکھ کر اولاً "ی" قلم زد کیا ہے۔ بعد ازاں پورے لفظ پر لکیر اور علامتِ حاشیہ لگا کر بائیں حاشیہ عمودی میں "نقش بند" درج کیا ہے۔(مرتب)۔

14 حوض میں پہلے لفظ "ردیف" کو قلم زد کر کے "شجرہ" لکھا ہے۔ تمام مخطوطے میں اس لفظ کے ساتھ یہی روش اختیار کی گئی ہے(مرتب)۔

15 مقامِ مذکور پر علامت حاشیہ ۱۹ لگا کر دائیں حاشیہ عمودی میں درجِ ذیل عبارت شامل کی ہے:

ولالہ ہر گوپال خستہ این تاریخ گفتہ:\
آں کہ گفتی سخن درد امیر\
باکمال رقت ازیں دھار کش\
بس جز ایں کسی چہ نویسد تاریخ\
وائے کو درد کجا درد سخن

16 حوض میں علامتِ حاشیہ ۱۱ لگا کر دائیں حاشیہ عمودی میں مصرع مکمل کیا ہے: "دردخوارِ جاں"

17 Khawaja Meer Dard, Diwan-e-Dard, Khalil-ul-Rehman Daudi (Lahore: Majlis-e-Taraqi-e-Adab, Feb 1962)

ا: --------------------پر--------------------

18 ایضاً ا: --------------------کہ--------------------

---

19 ایضاً ب: --------------------یاں--------------------

20 "اکثیر" بجائے "اکسیر" (اختلافِ املا)

21 دیوانِ دردؔ، ا: --------------------یاں--------------------

22 ایضاً، ب: --------------------یاں--------------------

حوض میں شعرِ مذکور کے مصرعِ اولیٰ کے آخری حرف "بھی" کو قلم زد کر کے "پر" لکھا ہے جب کہ مطبوعہ دیوان میں "بھی" بجائے "پر" درج ہے۔ (مرتب)

23 ایضاً، ا: --------------------گئے--------------------

24 حوض میں درج کرنے کے بعد شعرِ مذکور قلم زد کر دیا ہے۔(مرتب)

25 دیوانِ دردؔ، ا: --------------------یاں ہم ہی--------------------

26 ایضاً، ب: --------------------نے--------------------

27 ایضاً، ا: --------------------پر--------------------

شعرِ مذکور اور اس کے بعد کا شعر قلم زد کیے ہیں۔(مرتب)

28 دیوانِ دردؔ، ب: --------------------کے--------------------

29 ایضاً، ب: --------------------جو پہنچا--------------------

شعرِ مذکور پر علامتِ حاشیہ لگا کر بائیں حاشیہ عمودی میں درجِ ذیل شعر نقل کیا ہے:

پرورش غم کی ترے **یہاں** تئیں تو کی دیکھا\
کوئی بھی داغ تھا سینے **میں** کہ ناسور نہ تھا

دیوانِ دردؔ، ا: --------------------یاں--------------------

ب: --------------------پے--------------------

30 ایضاً، ا: اُن--------------------

31 حوض میں لکھنے کے بعد شعرِ مذکور قلم زد کیا ہے۔(مرتب)

32 ایضاً، ب: --------------------بہا--------------------

33 ایضاً، ب:-------------جو----------------

34 شعرِ مذکور کا مصرعِ اولیٰ ''دیوانِ درد'' میں درجِ ذیل صورت میں ہے:
بیٹھا تھا خضر آ کے مرے پاس آ کے ایک دم (''کے'' بہ تکرار، سہو کتابت

35 دیوانِ دردؔ، ا:-------------وہ ہی-------------
ب:-------------ہو چکا--------------------

36 دیوانِ دردؔ، ا:------------------------------راستی---
ب:-------------بے خبر--------------------
حوض میں درج، شعرِ مذکور کے بعد چار شعر قلم زد کیے ہیں۔ (مرتب)

37 حوض میں درج کرنے کے بعد شعرِ مذکور قلم زد کیا ہے۔ مزید یہ کہ ''نکلا'' ردیف پر علامتِ حاشیہ لگا کر دائیں حاشیہ عمودی میں درجِ ذیل شعر شامل کیا ہے (مرتب):
ہے کو تہی اجل کی طرف سے ہی ورنہ میں
اک عمر سے اسیر ہوں زلفِ دراز کا

38 شعرِ مذکور کے مصرعِ اولیٰ و ثانی کے خط کشید حصے میں پہلے حوض میں بالترتیب ''سہہ کے واردات'' اور ''چھا'' لکھ کر قلم زد کر کے پھر مذکورہ صورت بحال رکھی ہے۔ (مرتب)

39 دیوانِ دردؔ، ا:-------------------کسو-------------

40 ایضاً، ا:---------------------------------عزیزاں

41 ایضاً، ا:--------------کچھ تو ہے--------------

42 ایضاً، ا:------------اس--------------------کو
حوض میں لکھنے کے بعد شعرِ مذکور قلم زد کیا ہے۔ (مرتب)

43 دیوانِ دردؔ، ب:-----------------کسو----------

44 ایضاً، ا: کبھو--------------------------------
شعرِ مذکور پر علامتِ حاشیہ لگا کر دائیں حاشیہ عمودی میں درجِ ذیل شعر شامل کیا ہے:
جوں غنچہ بجز یک دلِ صد چاک نہ پایا
منہ ڈال کے جب اپنے گریبان میں دیکھا
علامتِ حاشیہ کے بعد حوض میں درج تین شعر قلم زد کیے ہیں:
ناصح، میں دین و دل کے تئیں اب تو کھو چکا
حاصل نصیحتوں سے جو ہونا تھا ہو چکا
پھیلا ہے کفر **یہاں** تک کا فرترے سبب سے
شمعِ حرم بھی دے ہے **ماتھے اپنے** ٹیکا ۱
گزرا تھا بعد مدت وہ سامنے سے ہو کر
اے نالہ یہ بھی کوئی تھا وقت کوتہی کا ۲

۱ دیوانِ دردؔ، ا:-------------------یاں---------
ب:-------------------ماتھے پہ اپنے-------

۲ ایضاً، ب: اے کوتہی نالہ یہ وقت تھا گئی کا؟

45 شعرِ مذکور کے بعد درجِ ذیل دو شعر قلم زد کیے ہیں۔ مزید یہ کہ یہ شعر دیوانِ دردؔ میں شامل نہیں ہیں۔
غل مری زنجیر نے رفتار میں ایسا کیا
حشر کو بھی شور جو ہونا نہ تھا برپا کیا
ولہ
بارے مجھے بتا تو سہی کیا سبب ہوا
پھر مجھ پہ مہرباں ہوا تو غضب ہوا

46 دیوانِ دردؔ، ا:-----------------کچھ میں----------
شعرِ مذکور کے بعد درجِ ذیل دو شعر قلم زد کیے ہیں، یہ شعر بھی دیوانِ دردؔ میں موجود نہیں ہیں:
گلی سے تری کوئی ایک بار ہو گیا
کہ بعد دل کے تئیں وہ عزت کھو گیا
سنا ہے خواب میں لوگوں کے تو تو آیا تھا
ہزار حیف کہ میں بے خبر ہی سو گیا

47 شعرِ مذکور کے بعد حوض میں درجِ ذیل دو شعر قلم زد کیے ہیں:
وہ مو کمر کہیں تو ہوا بے حجاب رات
تھا مثلِ زلف دل کو عجب پیچ و تاب رات

ولہ
وہ مو کمر کہیں تو ہوا بے حجاب رات
مہربانی اُس قدر نامہربانی اس قدر
48 شعرِ مذکور کے بعد درجِ ذیل دو شعر قلم زد کیے ہیں:
ہر لبِ زخم نمک سود ہے گو مثلِ سحر
شکوہ آلود نہیں پر لبِ اظہار ہنوز
ہے خیال اُس کی ہی زلفوں کا دمِ آخر بھی
بندھ رہا ہے مری نظروں میں لو وہی تار ہنوز
دیوانِ دردؔ، ب:-----------------بدون "لو"--------
49 شعرِ مذکور کے بعد درجِ ذیل شعر قلم زد کیا ہے:
بر میں مرے وہ سیم بر آیا نہیں ہنوز
مقصود میرے دل کا بر آیا نہیں ہنوز
50 شعرِ مذکور کے بعد حوض میں درجِ ذیل چھ اشعار قلم زد کیے ہیں:
جوشِ جنوں کے ہاتھ سے فصلِ بہار میں
گل سے بھی نہ ہو سکی نہ گریباں کی احتیاط
داغوں کی اپنے کیوں نہ کرے دردؔ پرورش
ہر باغباں کرے ہے گلستاں کی احتیاط
ولہ
لایا نہ تھا تو آج تئیں ہاتھ سوئے تیغ
وابستہ میرے قتل سے ہے آبروئے تیغ
ناچار مجھ سے اُسے تو قطعِ کلام ہے
کرتا نہیں وہ بات سوا گفتگوئے تیغ
ولہ
بارے یہ داغِ عشق ہوا شہریارِ دل
مدت سے بے چراغ پڑا تھا دیارِ دل
اٹھتا ہے بعد مرگ بھی مانندِ گردباد
اے دردؔ خاک سے مری اب تک غبارِ دل
دیوانِ درد، ا:---------کو اپنے کیوں-----------------
51 ایضاً، ب: کس سے یارب--------------------------
52 شعرِ مذکور کے بعد درجِ ذیل شعر قلم زد کیا ہے:
اپنے ملنے سے منع مت کر
اس میں بے اختیار ہیں ہم
53 شعرِ مذکور کے مصرعِ ثانی کے لفظ "نظر" پر علامتِ حاشیہ لگا کر دائیں حاشیہ عمودی میں لفظ "قدم" درج کیا ہے۔ نیز اس شعر کے بعد درجِ ذیل تین شعر قلم زد کیے ہیں:
افسوس کہ دردؔ اُس کو جب تک
ہووے ہے خبر گزر گئے ہم

ولہ
چمن میں صبح یہ کہتی تھی ہو کر چشمِ تر شبنم
بہارِ باغ گو یوں ہی رہی لیکن کدھر شبنم
بھلا ٹک صبح ہونے دو اسے بھی دیکھ لیویں گے
کسی عاشق کے رونے پے نہیں رکھتی خبر شبنم
دیوانِ دردؔ، ب:------------------سے-------------
54 شعرِ مذکور کے بعد درجِ ذیل شعر قلم زد کیا ہے:

یہ کس نے ہم سے کیا وعدۂ ہم آغوشی
کہ مثلِ بحر سراسر کنار رکھتے ہیں

[55] دیوانِ دردؔ، ب:-----------------------پر-----------------

شعرِ مذکور کے بعد درجِ ذیل شعر قلم زد کیا ہے۔ دیوانِ دردؔ میں یہ شعر شامل نہیں ہے:

گرچہ ہم مردہ دل اے جانِ جہاں جیتے ہیں
تجھ بن اے وائے جو سمجھے تو کہاں جیتے ہیں

[56] ایضاً، ا: چاہے یہ میری-----------------------------------

[57] شعرِ مذکور کے بعد درجِ ذیل پانچ اشعار قلم زد کیے ہیں: مزید یہ کہ "چنین" ردیف کے دونوں شعر دیوانِ دردؔ میں موجود نہیں ہیں۔

آہ مشتاق ترے مفت موئے جاتے ہیں
اک نظر بھولے سے بھی ہووے جیے جاتے ہیں
دردؔ کی طرح وہ ہو جاتے ہیں کچھ اور کے اور
تیرے از خود شدگان جب کہ بخود آتے ہیں

ولہ

تو مجھ سے نہ رکھ غبار چنین
آوے یہی اگر ہزار چنین
یوں پاس بٹھایئے تو چاہے
پر جا کہ نہ دیجو یار چنین

ولہ

میں اور دردؔ مجھ سے خریداریِ بُتاں
ہے ایک دل بساط میں سو کس حساب میں

دیوانِ دردؔ، ب:-----------------تو جی پاتے----------

[58] ایضاً، ب:-----------------------------------چڑھائے

[59] ایضاً، ب: اگر--------------------------------------

شعرِ مذکور کے مصرعِ ثانی پر علامتِ حاشیہ لگا کر بائیں حاشیہ عمودی میں درجِ ذیل شعر شامل کیا ہے اور حوض میں درج دو شعر قلم زد کیے ہیں۔ مزید یہ کہ ان قلم زد اشعار پر صاد بھی کیا ہے:

دل کو لے جاتی ہیں معشوقوں کی خوش اسلوبیاں
ورنہ ہیں معلوم ہم کو سب انھوں کی خوبیاں

ولہ

پڑے جوں سایہ تجھ بن ہم ادھر اودھر بھٹکتے ہیں
جہاں چاہیں قدم رکھیں تو پہلے سر پٹکتے ہیں ۱
بتا وہ کون ہے جو تیری مجلس میں نہیں ہوتا
مگر یہ ایک ہم ہی ہیں کہ نظروں میں کھٹکتے ہیں ۲

۱ دیوانِ دردؔ، ا:---------------ہم تجھ بن-----------
۲ مصرعِ ثانی میں "ہیں" بجائے "ہی" (سہوِ کاتب)۔

[60] دیوانِ دردؔ، ا: ان-------------------------------------

[61] ایضاً، ا:-----------تو ہو سج بنائے تو-------جدھر تدھر
ب:--------جاوے---------کسی---------

[62] شعرِ مذکور کے بعد درج ذیل دو شعر قلم زد کیے ہیں:

کہیں ہوئے ہیں سوال و جواب آنکھوں میں
یہ بے سبب نہیں ہم سے حجاب آنکھوں میں
کرے ہے مست نگاہوں میں ایک عالم کو
لیے پھرے ہے یہ ساقی شراب آنکھوں میں

[63] شعرِ مذکور کے بعد درجِ ذیل شعر قلم زد کیا ہے:

اگر میں نکتہ اسی سے تراوہاں پاؤں
کمر کو چاہوں تو اُس کے تئیں کہاں پاؤں

[64] شعرِ مذکور کے مصرعِ ثانی کا لفظ "کرتا" حوض میں بہ تکرار آیا ہے، گویا سہو کتابت ہے۔

شعرِ مذکور کے بعد درجِ ذیل شعر قلم زد کیا ہے:
نزع میں ہوں یہ وہی نالے کیے جاتا ہوں **میں**
مرتے مرتے بھی ترے غم کو لیے جاتا ہوں
مصرعِ اولیٰ کے آخر میں "میں" اضافی ہے۔(سہوِ کاتب)

[65] دیوانِ دردؔ، ب: پستا--------------------------------

شعرِ مذکور کے بعد درجِ ذیل چار شعر قلم زد کیے ہیں:
دامنِ دشت ہے پُر لالہ و گل سے یارب
خونِ عاشق بھی کہیں ہووے بہارِ دامن
ہم کہ دامن کو لگتے ہیں نہ کہیں چھٹ جاویں
ہر گھڑی کھینچ نہ بے رحم کنارِ دامن
ولہ
کچھ کام نہیں وہ بتِ خود کام کہیں ہو
پر اس دلِ بے تاب کو آرام کہیں ہو

دیوانِ دردؔ، ا:-----------------سے-----------

[66] ایضاً، ا:-----------------کو-------------

شعرِ مذکور کے بعد درج ذیل شعر قلم زد کیا ہے:
بلبل کی طرح رشتۂ الفت میں دیکھ دل
بند ہوا نہ دیجیو کہیں بالِ فراغ کو

[67] شعرِ مذکور کے مصرعِ ثانی پر علامتِ حاشیہ لگا کر دائیں حاشیہ عمودی میں درجِ ذیل شعر شامل کیا ہے:
تیری خوں آشامیاں مشہور ہیں اے تیغِ ناز
ایک قطرہ چھوڑے تو پیوے ہمارا ہی لہو

[68] دیوانِ دردؔ، ب: یہ آجائے نہ--------------------------

شعرِ مذکور کے بعد درجِ ذیل پانچ اشعار قلم زد کیے ہیں۔ مزید یہ کہ ان میں سے دوسرا شعر دیوانِ درد میں درج نہیں ہے۔
کبھو ہم نے نہ پایا مہرباں اے تند خو تجھ کو
نہ دیکھا آنکھ بھر کے ایک دم خورشید رو تجھ کو
ولہ
کوئی دل ہے کہ اُسے شوقِ گرفتاری ہو
وہی پھنستا ہے مرنے سے لاچاری ہو
ولہ
ربط ہے نازِ بتاں کو تو مری جان کے ساتھ
جی ہے وابستہ مرا اُن کی ہر اک آن کے ساتھ
ولہ
اپنے ہاتھوں کے بھی میں زور کا دیوانہ ہوں
رات دن کٹے ہے **لڑتے ہی** گریباں کے ساتھ ۱
ولہ
کاش تا شمع نہ ہوتا گذرِ پروانہ
تم نے کیا قہر کیا بال و پرِ پروانہ ۲

۱ دیوانِ دردؔ، ب:-------------کشتی ہی رہتی ہے-------------

۲ مذکورہ بالا قلم زد شعر کے مصرعِ ثانی پر علامتِ حاشیہ لگا کر دائیں حاشیہ عمودی میں درجِ ذیل شعر شامل کیا ہے:
ہر طرح زمانے کے ہاتھوں ہوں ستم دیدہ
گر دل ہوں تو آزردہ، خاطر ہوں تو رنجیدہ

[69] دیوانِ دردؔ، ب:---------نہ-----------------یاں----------

[70] ایضاً، ب:------------یہ تیرا تو-------------مصرعہ-------

[71] ایضاً، ب:-------------------------یک--------------

شعرِ مذکور کے بعد درجِ ذیل تین شعر قلم زد کیے ہیں:
واشد کبھو تو دردؔ کے بھی ساتھ چاہیے

بندِ قبا سے کھول ٹک اے گلبدن گرہ

ولہ

دل سوا کس کو **ہے** اس زلفِ گرہ گیر میں راہ
ہے **دیوانوں کے تئیں** خانۂ زنجیر میں راہ
ہم سے بے جانوں سے شرمندہ دمِ عیسیٰ ہے
ہو صبا کے تئیں کب غنچۂ تصویر میں راہ

دیوانِ دردؔ، ا: ---------- دوانوں کی طرح ------------------

72 ایضاً، ا: ---------- یاں ------------------------
شعرِ مذکور کے بعد درجِ ذیل شعر قلم زد کیا ہے:
آتشِ گل جنوں **آہ کہیں یہ ناتواں** کرے سو یہ نہیں
سینہ ہمیشہ **چاک ہے** دل میں سدا ہی جوش ہے

ایضاً، ا: ---------- مرا گرم --------------------
ب: ---------- چاک ----------

73 شعرِ مذکور کے بعد درجِ ذیل دو شعر قلم زد کیے ہیں جس میں سے پہلے شعر پر صاد بھی کیا ہے:
محنت و رنج و غم سے **یہاں** دردؔ نہ **منہ** چھپایئے
بار سبھی اٹھایئے جب تئیں سر ہے دوش ہے

ولہ

اس کی بہارِ حسن کا دل میں ہمارے جوش ہے
فصلِ بہار جس کے ہاں ایک یہ گل گروش ہے

دیوانِ دردؔ، ا: ---------- یاں ---------- جی ----------

74 شعرِ مذکور کے بعد درجِ ذیل مطلع قلم زد کیا ہے:
کوئی بھی دوا اپنے تئیں راس نہیں ہے
جز وصل سو ملنے کی ہمیں آس نہیں ہے

75 دیوانِ دردؔ، ا: ---------- ترا ----------------
شعرِ مذکور کے بعد درجِ ذیل مقطع قلم زد کیا ہے:
اے درد کہوں کس سے بتا رازِ محبت
عالم میں سخن چینی ہے یا طعنہ زنی ہے

76 دیوانِ دردؔ، ا: ---------- یک ----------------

77 شعرِ مذکور کے بعد درجِ ذیل مطلع قلم زد کیا ہے:
آج نالوں نے مرے زور ہی دل سوزی کی
زخمِ دل جتنے تھے **یہاں** سب کی جگہ دوزی کی

دیوانِ دردؔ، ب: ---------- یاں ------------------

78 شعرِ مذکور کے بعد درجِ ذیل چار اشعار قلم زد کیے ہیں مزید یہ کہ دوسرے شعر پر صاد بھی کیا ہے:
نہ ہاتھ اُٹھائے فلک گو ہمارے کینے سے
کسے دماغ کہ ہو دو بدو کمینے سے
بسا ہے **دل میں ترے کون گل** بدن اے دردؔ
کہ بو گلاب کی آئی ترے پسینے سے

ولہ

جی کی جی ہی میں رہی بات نہ ہونے پائی
ایک بھی اُس سے ملاقات نہ ہونے پائی
جی فنا ہو ہی گیا اک نگہِ کرم کے ساتھ
دردؔ کچھ **خوب** عنایات نہ ہونے پائی

۱ دیوانِ دردؔ، ا: ---------- کون تیرے دل میں ----------

۲ ایضاً، ب: ---------- اور ------------------------

79 مصرعِ ثانی کے آغاز کا ”اس“ قلم زد کر کے ”یہ“ لکھا ہے۔ (مرتب)

80 دیوانِ دردؔ، ب: اب میرے حق میں ------------------------

شعرِ مذکور کے بعد درج ذیل شعر قلم زد کیا ہے:
دیکھنا تو آ کے از خود رفتگاں کا حال ٹک
جا بجا سب پشت بر دیوار ہیں تصویر سے

[81] دیوانِ دردؔ، ب: -------------- جو لگتے تھے --------------
شعرِ مذکور کے بعد درج ذیل تین شعر قلم زد کیے ہیں۔ مزید یہ کہ دوسرے شعر پر صاد بھی کیا ہے:
دیکھ لوں گا میں اسے دیکھئے مرتے مرتے
یا نکل جائے گا جی نالے ہی کرتے کرتے

ولہ
مجھے دے کے دشنام کہنے لگا
نہ ہو گا خوش اب بھی تو پیزار سے

ولہ
جگر پہ داغ نے میرے یہ گل فشانی کی
کہ اُس نے آپ تماشے کو مہربانی کی

[82] دیوانِ دردؔ، ا: -------------------- اس کی --------------
ب: -------------------- یا دم بدم --------------
[83] ایضاً، ا: ---------- وہ گل بدن مگر --------------------
شعرِ مذکور کے بعد درج ذیل دو شعر قلم زد کیے ہیں:
تمہارے وعدے بُتاں خوب میں سمجھتا ہوں
رہا ہے **ایسے لوگوں** سے کاروبار مجھے [۱]

ولہ
نہ ملیے یار سے تو دل کو کب آرام ہوتا ہے
اگر ملیے تو مشکل ہے کہ وہ بدنام ہوتا ہے [۲]

۱ دیوانِ دردؔ، ب: ---------------- ایسے ہی لوگوں ----------
۲ ایضاً، ب: وگر --------------------------------------
[84] شعرِ مذکور کے بعد درج ذیل ایک شعر اور قطعہ قلم زد کیا ہے۔ مزید یہ کہ آغاز اور اختتام قطعہ پر علاماتِ حاشیہ لگائی ہیں۔ جب کہ ورقِ مذکور پر کوئی علامتِ حاشیہ درج نہیں ہے:
یکایک عشق کی آتش کا شعلہ اس قدر بھڑکا
نہ چھوڑا سرزمینِ دل میں کوئی خار و خس باقی

قطعہ
اتنا پیغام دردؔ کا کہنا
گر کوئی کوئے یار میں گذرے
کون سی رات آن ملیے گا
دن بہت انتظار میں گذرے

دیوانِ دردؔ، ا: یہی --------------------------------------
اسی شعر کے مصرعِ اولیٰ پر "ہم سے" لکھ کر قلم زد کیا ہے۔ (مرتب)